بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پچھلے دنوں لکھنؤ میں مولانا ابوالکلام آزاد کی زیرِ صدارت ایک بڑا اجتماع ہوا جس میں مختلف ... مدارس عربیہ اور متعدد یونیورسٹیوں کے اساتذہ عربی نے شرکت کی۔ اس اجتماع میں پہلے مولانا نے ایک تقریر کی اور اس کے بعد دوسرے حضرات نے اپنے اپنے خیالات وافکار کا اظہار کیا۔ باہمی گلہ وشکوہ اور بعض جزئی چیزوں میں اختلاف کے بعد سب نے بنیادی طور پر اصلاحِ نصاب اور اس میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد ایک کمیٹی بنا دی گئی جو اس تجویز کو عملی شکل دینے کے لئے ایک مکمل نقشہ تیار کرے گی۔

راقم الحروف نے ۱۹۴۶ء کے ماہِ اگست میں دارالعلوم دیوبند کی ایک انجمن نادیۃ الاتحاد کے سالانہ جلسہ میں ایک طویل خطبۂ صدارت پڑھا تھا جس میں نصابِ تعلیم اور طریقۂ تعلیم کی اصلاح کی ضرورت اور اس کے طریقوں پر مدلل اور مفصل گفتگو کی گئی تھی اور اس سلسلہ میں چند مفید تجاویز بھی پیش کی گئی تھیں یہ خطبہ اسی وقت انجمن کی طرف سے متوسط سائز کے ۳۲ صفحات پر چھاپ کر شائع کر دیا گیا تھا۔ ملک کے متعدد وقیع اخبارات ورسائل نے کلاً یا جزاً اس کو اپنے کالموں میں جگہ دی اور اس پر تائیدی شذرے لکھے اور ان کے علاوہ ہندوستان کے متعدد اربابِ علم اور یونیورسٹیوں کے بعض مشہور اساتذۂ عربی نے شخصی طور پر خطوط تحریر فرما کر خاکسار کی حوصلہ افزائی کی۔ لیکن یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ جو حضرات اس خطبہ کے اولین مخاطب تھے انھوں نے نہ صرف یہ کہ ان معروضات کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی بلکہ کسی نے کھلم کھلا اور کسی نے ارشاد زیرِ لب کے انداز میں "تجدد" اور "تنور" کا ملزم قرار دیا۔ بہر حال خوشی کی بات ہے جو باتیں پہلے ایک فقیر بےنوا کی زبان سے ناشنیدنی تھیں وہ اب اُن حضرات کے لئے بھی قابلِ غور ہو گئی ہیں جو اُن کو سرے سے سننا بھی پسند نہیں کرتے تھے اور اگر